

## 176290-عاشرہ کے روزے سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، کبیرہ گناہ کیلئے توبہ ضروری ہے

سوال

اگر میں شرابی ہوں، پھر میں نیت کر لوں کہ 9 اور 10 محرم کے روزے رکھوں گا، کیا مجھے ان روزوں کا ثواب ملے گا، اور اگر ملے گا تو کیا میرے سابقہ اور آئندہ سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے؟

پسندیدہ جواب

اول :

اللہ تعالیٰ دو سال کے گناہ عرف کے روزے سے معاف فرماتا ہے صیام عاشرہ سے نہیں، عاشرہ کے روزوں سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

عرف کے دن کے روزے کی فضیلت کے لئے سوال نمبر : (98334) اور عاشرہ کے روزوں کی فضیلت کے لئے سوال نمبر : (21775) کے جوابات دیکھیں۔

دوم :

شراب نوشی کبیرہ گناہ ہے، اگر اس کی عادت ہو تو یہ مزید سنگین اور بڑا جرم ہے؛ کیونکہ شراب نوشی تمام خبائشوں کی جزا اور برائیوں کا دروازہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے تعلق رکھنے والے دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے، چنانچہ ترمذی (1295) میں جناب انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی: اس کو تیار کرنے والے پر، جس کے لئے تیار کی گئی، پینے والے پر، اٹھانے والے پر، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی گئی، پلانے والے پر، نیچنے والے پر، اس کی قیمت کھانے والے پر، اس کے خریدنے والے پر اور جس کے لئے خریدی گئی" اسے البانی نے "صحیح ترمذی" میں صحیح کہا ہے۔  
المذاہ سے چھوڑنا اور اس کی عادت سے توبہ تابع ہونا اور اللہ کی طرف متوجہ ہونا واجب ہے۔

نیز عرف اور عاشرہ کے روزے سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے کپی توبہ ضروری ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ یوم عرف کے روزے سے دو سال اور عاشرہ کے روزے سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں، لیکن آپ کے یہ فرمانے سے کہ گناہ معاف ہوتے ہیں یہ لازم نہیں آتا کہ کبیرہ گناہ بھی بلا توبہ معاف ہو جاتے ہیں؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے کہ: (ایک جمع سے اگلے جمع اور ایک رمضان سے اگلے رمضان تک کے گناہ اس جمع اور روزے سے معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے)

اور یہ بات معلوم ہے کہ نماز، روزوں سے افضل ہے اور رمضان کے روزے، عرف کے دن کے روزوں سے افضل ہیں، اور یہ روزے اور نماز بھی اس وقت گناہوں کی معافی کا سبب بنتے ہیں جبکہ کلائر سے اجتناب کیا جاتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ شرط لکھا ہے؛ تو یہ کیسے سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک یادو نفلی روزے، زنا، چوری، شراب نوشی، جوا اور جادو وغیرہ جیسے کبیرہ گناہوں کا کفارہ بن جائیں؟ المذاہ ایسا ممکن نہیں ہے "انتہی"

"مختصر الفتاویٰ المصریہ" (1/254)

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"بعض کہتے ہیں عاشورا کا روزہ سال کے سارے گناہ مٹا دیتا ہے، اور عرف کے روزے سے ابھی اضافہ ہو جاتا ہے، اس غافل کو یہ علم نہیں کہ رمضان کے روزے، اور نماز پھگانہ، عرف اور عاشورا کے روزے سے افضل اور برتر ہیں، اور یہ اپنے درمیان کے گناہ کی معافی کا اس وقت سبب بنتے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے، چنانچہ ایک رمضان سے لیکر دوسرے رمضان تک اور ایک جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک کے صغیرہ گناہوں کی معافی کا یہ اس وقت تک سبب نہیں بن سکتے جب تک کہ ان کے ساتھ کبار سے اجتناب کے عمل کو شامل نہ کیا جائے، چنانچہ دونوں امور [صوم و صلوٰۃ اور اجتناب کبار] کا مجموعہ مل کر ہی صغیرہ گناہوں کی بخشش کا سبب بننے کے قابل ہوتے ہیں۔"

لہذا ایک دن کا نفلی روزہ کیسے بندے کے سارے کبیرہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن سکتا ہے جبکہ وہ اس کبیرہ پر مصر بھی ہے اور اس سے توبہ بھی نہیں کی؟ ایسا ناممکن ہے۔

البستہ یہ ممکن ہے کہ عرف اور عاشورا کا روزہ عمومی طور پر سال کے تمام گناہوں کا کفارة ہو، اور یہ حدیث ان وعدے والی نصوص میں سے ہو جس کے لئے کچھ شرائط اور موانع ہیں، اور سائل آدمی کا گناہ پر دوام اور اڑے رہنا گناہوں کی معافی کے لئے رکاوٹ ہوگا، چنانچہ اگر کبیرہ پر مصر نہیں ہے تو روزہ اور عدم اصرار مل کر ایک دوسرے کے تعاون سے صغیرہ و کبیرہ تمام گناہوں کو مٹا دیں، جیسا کہ رمضان اور نماز پھگانہ، کبار سے اجتناب کیساتھ مل کر ایک دوسرے کی معاونت سے صغار کو مٹا دیتے ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**إِنَّ تَجْيِيدَ الْكَبَارِ مَا تُحْقِنُ عَنْهُ بَخْرَزُ عَنْتَمْ سَيِّدُنَا مُحَمَّدُ.**

ترجمہ: اگر تم من کر دہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو تو ہم تمہارے صغیرہ گناہ مٹادیں گے [الناء: 31]

اب یہ بات واضح رہے کہ کسی چیز کو گناہوں کی معافی کا سبب بنانا اس بات کے منافی نہیں ہے کہ وہ کسی اور سبب سے مل کر گناہوں کی معافی کا سبب بننے، اور گناہوں کی معافی کے دو اسباب سے ملنے والی معافی تھا سبب کی بہ نسبت زیادہ قوی اور کامل ہو گی، جس قدر گناہوں کی معافی کے اسباب قوی ہوں گے گناہ اتنے بھی زیادہ گناہ معاف ہوں گے اور ابھی طرح گناہوں کی صفائی ہو گی "انہیں"

"اجواب الکافی" صفحہ: (13)

اور امام ترمذی (1862) نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ شراب پینے والے کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں فرماتا، تاہم اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور اگر وہ دوبارہ شراب نوشی کرے تو اس کی چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں ہوتی، پھر اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، پھر اگر تیسری بار پیے تو چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں ہوتی، لیکن اگر توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، اگر وہ چوتھی مرتبہ بھی شراب پیے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں فرماتا، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اللہ اس سے نہ خجال ( بلاکت و بربادی کی نہ ) سے پلاٹے گا) اسے ابافی نے "صحیح ترمذی" میں صحیح کہا ہے۔

مبارکپوری رحمہ اللہ "تحفۃ الأحوذی" میں کہتے ہیں :

"اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ: صرف نماز کو اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ یہ تمام بدنی عبادات میں سے افضل ترین ہے، جب یہ قول نہیں تو دیگر عبادات تو بالاولی قول نہیں ہوں گی"

"تحفۃ الأحوذی" (488/5) کچھ اختصار کیسا تھے

عرائی اور مناوی رحمہما اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔

اس بارے میں مزید کیلئے سوال نمبر (38145) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

اگر شراب نوشی کی عادت سے فرض عبادات قبول نہیں تو عاشورا کا روزہ کیسے قبول ہو سکتا ہے؟ نیز سال کے گناہوں کا کفارہ کیسے بن سکتا ہے؟

چنانچہ آپ پر ضروری ہے کہ جلدی سے پکی اور سچی توبہ کریں، اور شراب نوشی کی عادت سے باز آجائیں، اور اپنی کوتاہی کا تدارک کر کے، نیک اعمال کثرت سے کریں، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی توبہ قبول فرمائے گا اور آپ کی کوتاہی اور حمد و دلہ سے تجاوز کرنے کے سعکین گناہ سے درگزر فرمائے گا۔

سوم :

یہاں ہماری گفتگو عرفہ اور عاشورا کے روزے اور دیگر نفل نماز، روزہ، صدقہ اور قربانی وغیرہ پر مشتمل نیکی کے اعمال جو آپ کرنا چاہیں کریں، اس کلیئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے؛ کیونکہ شراب نوشی، نیکی کے اعمال سے منع نہیں کرتی۔

اور کبیرہ گناہ کے ارتکاب کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نیکی اور بھلائی کے کاموں سے اپنے آپ کو بالکل دور بھی کر لیں؛ کیونکہ اس طرح آپ معاہدے کو مزید سنگھین کر دیں گے، اس لیے آپ توبہ کریں اور یقین عادت کو جلدی سے ترک کر دیں، بھلائی کے کام کثرت سے کریں، اگرچہ آپ نفس کے سامنے مغلوب ہو بھی جائیں اور آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے۔ اس لیے کہ عمل کا درست ہونا اور اس کا قبول ہونا الگ بات ہے اور سال یا دو سال کے گناہوں کی معافی کی خصوصی فضیلت الگ چیز ہے۔

جعفر بن یونس کہتے ہیں : ہم شام کے قافلے میں تھے، راستے میں بدھلے تو قافلے والوں کو انہوں نے پکڑ دیا، اور قافلے کو امیر کے سامنے پیش کر دیا، انہیں ایک تحصیلی قافلے والوں کے پاس سے ملی جس میں بھین اور بادام تھے، لوگوں نے اس میں سے کھانا شروع کر دیا لیکن امیر نے اس میں سے کچھ نہ بیا !! میں نے پوچھا : آپ کیوں نہیں کھاتے ؟

اس نے جواب دیا : میں روزے سے ہوں !

میں نے کہا : آپ رہنمی کرتے ہیں، لوگوں کے مال چھینتے ہیں، اور بناحت لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہو ؟  
اس نے جواب دیا : جناب ! میں رب سے صلح کے لئے راستہ باقی رکھتا ہوں !!

پھر کچھ عرصہ گورنے کے بعد میں نے اسے احرام کی حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا، میں نے پوچھا : آپ وہی ہیں ؟  
اس نے کہا : [ہاں میں وہی ہوں اور] یہ روزہ ہی تھا جس نے مجھے اس مقام تک پہنچا دیا !!

"تاریخ دمشق" (66/52)

مزید کلیئے سوال نمبر : (14289) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

واللہ اعلم۔